الولی حیدرآباد ... اکیڈمی

ڈاکٹر وفا راشدی

سندھ کی ایک برگزیدہ علمی شخصیت

مولانا دین محمد ادیب

فیروزشاہ تعلقہ میہڑ ضلع دادو شروع سے مردم خیز خطہ رہا ہے۔ وہاں کئی باکمال اور بافیض بزرگان دین، علمائے کرام، اساتذہ اور اہل قلم پیدا ہوئے ہیں۔ سعدیٔ سندھ حضرت مولانا دین محمد ادیب کا تعلق بھی اسی مردم خیز سرزمین سے تھا۔

دین محمد ادیب کے والد پاندھی چنہ حضرت مخدوم پیر وڑج عبداللہ اوچ والے کی اولاد میں تھے۔ حضرت مخدوم عبداللہ عرف پیر وڑج اوچ والے حضرت غوث بہاؤالدین زکریا ملتانی کے خلیفۂ خاص اور عارفِ زمانہ تھے۔ حضرت مخدوم عبداللہ پیر وڑج کے تین صاحبزادے تھے۔ مخدوم محمد ابراہیم، مخدوم احمد اور مخدوم اسحاق، حضرت مخدوم پیر وڑج نے ایک سو پچیس سال کی عمر میں وصال کیا۔ ان کا مزارِ پُرانوار اوچ میں مرجع امام خاص وعام ہے۔ دین محمد ادیب کا نسبی تعلق اسی ارفع و اعلیٰ علمی وروحانی خاندان سے تھا۔

(اوچ کی تاریخ اور اس کے بزرگان دین کی علمی و دینی خدمات کے لئے ملاحظہ ہو خطۂ پاک اوچ، مصنفہ شہاب دہلوی مطبوعہ اردو اکیڈمی بھاولپور)

تاریخی نام منظور حسن، اصل نام دین محمد، تخلص ادیب، تاریخ پیدائش شب جمعہ ۱۵ شوال ۱۳۱۴ھ مطابق ۲۱ مارچ ۱۸۹۷ء مولانا اشرف علی تھانوی نے اس مصرعہ سے ان کی تاریخ ولادت نکالی ع

شرف یافت دین ز دین محمد

دین محمد صرف چار سال کے سن میں استاذالعلماء علامہ دوران حضرت عطاء اللہ فیروزشاہی کے مدرسے میں داخل ہوئے۔ قرآن کریم اور فارسی کی ابتدائی تعلیم ان کی آغوشِ شفقت میں حاصل کی لیکن فارسی کی تعلیم ابھی نامکمل تھی کہ علامہ عطاء اللہ اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔ فارسی کی مزید کتابیں مدرسہ عطاء اللہ کے مدرس مولانا عبدالرحمٰن سے پڑھیں جن میں پند نامہ تحفۂ نصائح وغیرہ شامل ہیں۔

فارسی کی تکمیل استاد کامل حضرت مولانا الٰہی بخش (ساکن وڈھیل گوٹھ بانبولا کھیر تحصیل میہڑ ضلع دادو کے سایہ عاطفت میں کی۔ مولانا الٰہی بخش اپنے وقت کے مانے ہوئے معلم، متشرع اور فقیہہ تھے فارسی اور سندھی کے بلند پایہ شاعر اور ادیب بھی تھے۔ مولانا ادیب نے پہلے مولانا الٰہی بخش سے گلستان، بوستان، تحفۃ الاحرارجامی، انشاء ابوالفضل پڑھنے کے بعد عربی اسباق بھی پڑھے ۱۳۳۴ھ میں نصابِ نظامی ختم کیا اسی سال دستار فضیلت کا اعزاز بھی حاصل کیا۔

مولانا ادیب اپنے استادِ معظّم کی شفقت، کمالات علمی، فیضان باطنی سے مستفیض ہوئے۔ ادیب صالح ذہن اور تیز طبع تھے فارسی کی بنیادی اور اہم کتب وغیرہ مطالب و معنی بدیع وبلاغت اور شرح وبسط کے ساتھ پڑھیں۔ فارسی ادبیات، فارسی نکات شاعری پر عبور، عربی علوم پر مہارت، تحریر و تقریر پر قدرت، یہ سب کچھ مولانا الٰہی بخش کی بافیض صحبتوں کا نتیجہ تھا۔

حضرت علامہ مخدوم محمد صدیق عربی علوم کے ماہر استاد تھے۔ مولانا دین محمد نے ان سے عربی کی تکمیل کی۔

علوم عربیہ، قرآن حدیث، فقہ تواریخ واسلامیات کی تحصیل و تکمیل کے بعد درس وتدریسی مشاغل علمی، مطالعہ کتب، تصنیف تالیف، صوم وصلوٰۃ، عبادت وریاضت، روحانی انفصال امامت، خطابت، خدمت خلق کے علاوہ عالموں اور صوفیوں کی صحبتوں میں زندگی وار دی۔ نور محمد ہائی اسکول حیدرآباد میں عربی کے معلم اور اسی درس گاہ کے ہاسٹل کی مسجد کے پیش امام کے فرائض بھی انجام دیئے۔

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید و در بوم شور خس

مولانا دین محمد عہد طفلی سے صوفی طبع، نیک سیرت مردِ صالح اور عاشق رسولؐ تھے

انہوں نے ماحول و معاشرے کی اصلاح وتطہیر کی غرض سے اپنی تحریر وتقریر ، خطبات ، تصنیفات وتالیف کے ذریعہ جدید علوم کی روشنی میں مغربی تہذیب کی مذمت اور اسلامی تہذیب ومعاشرت کو اپنانے کی تلقین کی ۔

حکیم الامت ، مجدد الملت مولانا شاہد محمد اشرف علی فاروقی تھانوی قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز عصر حاضر کے اکابر اسلام اور اولیاء عظام میں سے تھے ۔ مولانا ادیب نے زمانۂ طالب علمی میں مولانا اشرف علی تھانوی کی بصیرت افروز وفکر انگیز کتب ورسائل کا مطالعہ کیا تھا اس لئے وہ شروع سے مولانا تھانوی کے معتقد اور مقلد ہوگئے تھے ۔ جب تصوف ومعرفت کی منزل پر پہنچے تو تکمیل روحانی کے لئے مولانا تھانوی سے بیعت وخلافت کا درجہ حاصل کیا ۔ اس کے بعد زیادہ سے زیادہ وقت ان کی خدمت وصحبت میں گذارا ۔ اور ان کے سرچشمہ فیوض وکرامات سے فیضیاب ہوئے ، انھیں اپنے پیر ومرشد سے بے انتہا محبت وعقیدت تھی ۔ ان کے مرشد بھی ان سے بے حد شفقت وعنایت فرماتے تھے ۔ انہیں اپنے استاذِ روحانی سے اس قدر قربت وارادت تھی کہ ان کی زندگی ہی میں ان کی متعدد کتابوں کے تراجم ، تفسیریں اور شرحیں لکھیں ۔

مولانا دین محمد ادیب ، عربی فارسی ، سندھی اردو زبانوں پر نہ صرف کامل عبور رکھتے تھے بلکہ ان چاروں زبانوں کے ادبیات پر ناقدانہ وعالمانہ نظر بھی رکھتے تھے ۔ ان سب زبانوں میں ان کی تحریریں ، تصنیفیں اور ترجمے موجود ہیں ۔ نثر میں ان کی اپنی تصانیف کی تعداد کم ہے ، عربی ، فارسی اور اردو کتابوں کی ترجمہ شدہ کتابوں کی تعداد کافی ہے ۔ جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مولانا کا علم اور مطالعہ کس قدر وسیع ولامحدود تھا ۔ انہوں نے اکابر اسلام کی معیاری ومعلومات کتابوں کو سندھی زبان میں منتقل کرکے دینِ اسلام اور سندھی عوام کی بہت بڑی خدمت انجام دی انہوں نے ترجمے کے فن سے اپنی دلچسپی وشیفتگی کا اظہار کیا ۔ اس فن میں تخلیقی شان اور تصنیفی و تالیفی انداز پیدا کیا ۔ ان کی چند کتابوں کے نام یہ ہیں ۔

(۱) سندھی ترجمہ منظوم چھ دفتر مکمل — مثنوی مولانا روم (مطبوعہ) — اشرف العلوم

ادیب شہیر پروفیسر سعید نفیسی ایرانی اس کتاب کے بارے میں اپنے ایک مضمون بعنوان "مولوی در پاکستان"

میں لکھتے ہیں :

" درحیدرآباد سندھ پیر مرد خمیدہ، خوش سیما، بارِش سفید و چہرہ گیرا، مولوی دین محمد ادیب فیروزشاہی، یک دورہ ترجمہ منظوم شش دفتر مثنوی مولانا راکہ ہمان بحر اصل بزبان سندھی منظوم کردہ است باکمال خضوع و مہربانی بمن یادگارداد"

(رسالہ ہلال ص ۷، ۸، ۹ شمارہ نومبر ۱۹۵۶ء)

۲ چہرہ کشائی ۔ سندھی ترجمہ منظوم رونمائی مثنوی (مطبوعہ باردوم)

۳ اخلاق النبیؐ ۔ ترجمہ آداب النبی ۔ مولفہ مولانا مفتی محمد شفیع ۔ (پانچ ایڈیشن)

۴ علم الاخلاق عرف اسلامی اخلاق (آخری تین فصل) : از امام غزالی (دو ایڈیشن)

۵ کشف المحجوب ۔ سندھی ترجمہ

۶ معلم الاسلام ۔ چار حصوں میں (پانچ ایڈیشن)

۷ اصلاح الاحوال، سندھی ترجمہ ۔ جزاء الاعمال : تالیف مولانا اشرف علی تھانوی ۔

۸ بہشتی کوثر، سندھی ترجمہ (حصہ اول) بہشتی زیور " " "

۹ علاج الضغط والوباء سندھی ترجمہ رسالہ " " "

۱۰ ترجمہ وعظ حقوق البیت و ترجمہ روح الریاحین

(یہ مولانا ادیب کا آخری علمی کام ہے)

۱۱ کلید بہشت

فارسی تصنیف

۱ منع الانام عن وضع الایدی علی الاقدام

اس کتاب میں مولانا ادیب نے ان اہل قلم، اہل علم، امراء، پیران طریقت کے حالات واطوار کا حال لکھا ہے جن سے ان کی ملاقاتیں ہوئیں اور جن کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔

فارسی / اردو

۱ زادالادیب ترجمہ زادالسعید مولفہ مولانا اشرف علی تھانویؒ

۲ اسلامی زندگی ترجمہ حیاۃ المسلمین مولفہ " "

۳ خداشناسی: ترجمہ، مغفرت الٰہی مولفہ مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری

۴ ترجمہ معیت الٰہی 〃 〃

۵ دینِ قوم ترجمہ صراط مستقیم 〃 〃

۶ نورعلی نور ترجمہ سیرت خاتم الانبیاء مع چہل حدیث (پانچ ایڈیشن)

۷ مکتوبات ربانی (دفتر اول) حضرت مجدد الف ثانی کے دو سو بیس مکاتیب کا ترجمہ

۸ بہشت کی کنجی ۹ ترقی وتنزلی کا راز

۱۰ خلفائے راشدین ۱۱ چالیس دعائیں

۱۲ تذکرہ علماء و فضلا ۱۳ کفر وایمان، قرآن وحدیث کی روشنی میں

منظومات

۱ کلیات ادیب (فارسی اردو) مطبوعہ حیدرآباد سندھ ۱۳۸۴ھ / ۱۹۶۴ء

۲ کلیاتِ ادیب (سندھی اردو) غیر مطبوعہ

۳ مجموعۂ اشعارِ فارسی، آٹھ سو بیت پر مشتمل۔ غیر مطبوعہ

۴ سندھی ترجمہ اقتتام مثنوی از مولانا الٰہی بخش کاندھلوی، غیر مطبوعہ

مولانا دین محمد ادیب نے عربی، فارسی، سندھی اور اردو میں اپنی ہمہ جہت وہمہ رنگ شاعری کے جوہر دکھائے۔ ہر زبان کے کلام میں ان کی پرگوئی، قادر الکلامی اور پختہ خیالی عیاں ہے ۱۳۲۰ھ میں جب کہ وہ ایک سترہ سالہ ذہین وفطین طالب علم تھے فارسی اور سندھی میں شعر کہنا شروع کیا۔ فارسی کے یہ شعر ان کے دورِ طالب علمی کی یادگار ہیں۔

ای یار دلارام! بیا نزد من امروز بی جان ز فراق تو شده جسم وتن امروز
این وقت بہار آمده بیں بلبل و قمری گردید نوا سنج بہ باغ وچمن امروز
چوں در صف گلزار کند حسن تجلی گرد بہ عرق عرق ز خجلت سمن امروز
گردیده چو نرگس بکشائی بہ سوی باغ بے تاب خود نرگس وہم نسترن امروز

(کلیاتِ ادیب)

مولانا ادیب نے حمد، نعت، غزل، مثنوی، تاریخ، قطعہ مسدس، ترجیح بند اور مرثیہ

جیسی اصنافِ سخن پر جدت وندرت، فصاحت وبلاغت کے ساتھ طبع آزمائی کی، لیکن تاریخ گوئی ان کی شاعری کا طرہ امتیاز ہے، فن تاریخ گوئی پر وہ بلا کی مہارت رکھتے تھے۔ اس حقیقت کے آئینہ دار ان کے وہ تمام قطعات اور منظومات ہیں جو ان کے کلیات میں موجود ہیں انھوں نے خوشی وغم، موت وحیات، پیدائش وفرمائش اور مختلف موقعوں پر جو قطعات ومنظومات کہیں ان کی روشنی میں ان کی پہلو دار اور وضعدار شخصیت کا یہ دلنواز پہلو ابھر کر سامنے آتا ہے کہ مولانا ادیب جس سے محبت کرتے تھے روح کی گہرائی سے کرتے تھے جس سے ان کا رابطہ رہتا دل سے قائم رہتا، ان کے تعلقات اور مراسم کا دائرہ صرف سندھ تک محدود نہ تھا بلکہ برصغیر پاک وہند کے اکثر فضلا، ادباء وشعراء اور ارباب فکر ودانش تک پھیلا ہوا تھا ان کی یہ نظمیں یہ قطعات دلچسپ بھی ہیں اور دلگداز بھی، پُرسوز بھی ہیں پُر اثر بھی، دل وروح کو مسرور بھی کرتے ہیں اور مسحور بھی، اور قلب وذہن کو سکون بھی بخشتے ہیں۔ ان کے قطعات اور نظمیں ان کے اپنے عہد کی وہ نظر افروز دلکش وروح پرور تصویریں ہیں جنھیں دیکھ کر ان کے زمانے کے اخلاص وایثار محبت وشیفتگی بے اختیار یاد آتی ہے ساتھ ہی ان کے ہاں ماحول ومعاشرے کی بھرپور عکاسی کا بھی اظہار ہوتا ہے مولانا ادیب نے شہنشاہ تغزل حضرت جگر مراد آبادی کی وفات پر ایک قطعہ فارسی میں اور ایک اردو میں کہا ہے ؎

(فارسی)

لالہ ساں گشت داغدار ادیب — رخت بربست چوں عدیم مثال

دارِ قلب و جگر از دِ آمد — حال وصلش بہ ایزد فعال

۱۳۸۰ھ

(اردو)

تھے غزل میں بلند پایہ جگر — داد دیتے ہیں ان کو اہلِ کمال

اے ادیبِ حزیں جگر کی موت — ہے فنا سے فنونِ نظمِ مقال

۱۳۸۰ھ

مولانا ادیب اردو غزل میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے۔ زبان میں شگفتگی وسادگی، بیان میں سلاست وروانی، خیال میں جدت وندرت ان کی غزل میں بدرجۂ اتم پائی جاتی ہے بطور نمونہ ایک ایسی غزل نقل کی جاتی ہے جس میں ان کا خاص رنگ جھلکتا ہے ؎

ملجائے دو گھڑی کو جو تیری نظر مجھے — فانی رہوں، رہے نہ کسی کی خبر مجھے
ہر بات میں خدا کا اگر میں رہوں مطیع — مانیں گے بے تامل سب بحر و بر مجھے
عرشِ بریں کا زینہ ہے احمد کی پیروی — اسپہ سیکھا عروج کا یارب ہنر مجھے
ہے اتباعِ پیر کا اکسیر بے نظیر — اکسیر اشرفی سے بنا خاص زر مجھے
زنجیر پا ہے زلفِ بتاں راہ یاد سے — ہے رہبرِ حقیقت شاخ و شجر مجھے
اللہ کے ہو نہ ہو نفس کے غلام — کر دعا کہ اس کا ہو حاصل اثر مجھے
ظالم کبھی تو بھولے سے مجھ کو بھی یاد کر — تو دل میں یاد آتا ہے شام و سحر مجھے
سُن! نقشِ پائے یار کو یاد کرتا ہوں میں تلاش — کرنا نثار رسپہ ہے جان و جگر مجھے
لیجائے یار تک یہ میری کوئی روئداد — اللہ سے دعا ہے ملے نامہ بر مجھے
کرتا رہے گا کب تک یہ لن ترانیاں — گر رشکِ طور، ہو سکے ذرا جلوہ گر مجھے
کو جانفزا ہے حیدر آباد کی ہوا — عریاں اسی کا حسن ہے قاتل مگر مجھے
کرتی ہے نونہالوں کو تعلیم تو خراب — دل رات اس کا تجربہ ہے خوب تر مجھے
اردو ادب کا ہوا ہوں میں بے ادب — ہے عمر میں پہلی خطا عفو کر مجھے
یارب کلام میرا حقیقت نما بنے — فاضلوں کے سینے سے ملے نورِ نظر مجھے

دیدارِ کوئے دوست نصیبِ ادیب ہو
للہ کر زیادہ نہ اب در بدر مجھے

سندھ کے یہ نابغۂ روزگار عالم، چہار زبان شاعر اور جلیل القدر ادیب، مولانا دین محمد ادیب ۲۷ فروری ۱۹۷۳ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ حیدرآباد سندھ جو کبھی اُن کا مسکن تھا اب ابدی آرام گاہ ہے ؎

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

حواشی

۱ؔ مقدمہ از مولانا غلام مصطفےٰ قاسمی کلیاتِ ادیب ص۹

۲ؔ حضرت مخدوم عبداللہ پیروج کے وہ بڑے صاحبزادے مخدوم احمد اپنے وقت کے ایک

بڑے درویش اور عالم باعمل تھے۔ مخدوم محمد عثمان دربیل والے سے فارغ التحصیل تھے ان کی اولاد میں بڑے عالم اور صوفیا گزرے ہیں ... کے نام یہ ہیں۔ مخدوم عبدالمجید، مخدوم محمد عثمان ... ستعلوی، مخدوم میاں نیر محمد ... وغیرہ ۔ (مہران سوانح نمبر ۱۹۵۷ء صفحہ ۲۲۲)

سے علامہ ... حضرت عطاء اللہ فیروز شاہی سب علوم دینی و عقلی و مرجع انام تھے ان کے استادوں مولانا عبدالرؤف مورائی، مولانا نور محمد اور گل محمد شہداد کوٹی قابل ذکر ہیں۔ ①

مولانا عطاء اللہ فیروز شاہی متعدد علوم و فنون کے مستند عالم تھے۔ قرآن و حدیث و فقہ میں ان کی سند کو سند کو آخری سند مانی جاتی تھی۔ ان کے تلامذہ میں کئی نامور علماء اساتذہ شامل ہیں۔ جن میں مولانا دین محمد ادیب اور مولانا حاجی حامد اللہ میمن کو (ساکن بھیلی تعلقہ سجاول) علم و تدریس کی دنیا میں بڑی عزت حاصل کی۔

مولانا ادیب نے اپنے استادِ معظم علامہ عطاء اللہ فیروز شاہی کی وفات ۱۰ رجب المرجب ۱۳۲۵ھ پر ساٹھ اشعار پر مشتمل قطعۂ تاریخ کہا جس کا پہلا اور ۵۵ واں شعر یہ ہے ؎

اوستادِ اوستاداں یاد دار	آنکہ ... حق فرید روزگار
بود چوں مشغول ذکر و تذکرہ	... تذکرہ داں یادگار

۱۳۲۵ھ

(کلیاتِ ادیب صفحہ ۵۹، ۶۲)

لے حضرت مولانا حاجی الٰہی بخش مولانا شفیع محمد مجددی کے تلامذہ ارشد میں سے تھے۔ استاد مولانا مجددی شاعر سہ زبان تھے۔ یعنی عربی فارسی اور سندھی سب بے مثل سخن سنج تھے۔

مولانا الٰہی بخش کے شاگردوں میں یگانۂ عصر علماء، اصفیاء، محقق اور فقیہ شامل ہیں۔ سید علی اکبر شاہ بانی جامعہ عربیہ حیدرآباد جیسے مقبول سیاست دان، ابوالبیان، فصیح اللسان ادیب و مقرر اور مذہبی پیشوا بھی مولانا الٰہی بخش سے مستفیض تھے۔

مولانا ادیب نے اپنے استاذِ مکرم کے وصال پر جو قطعۂ تاریخ کہا ہے اس کی تعداد چالیس ہے۔ علی الترتیب ساتواں، سینتیواں اور چالیسواں اشعار کے حسب ذیل مصرعوں سے تاریخ

تاریخ ہائے وفات نکالی ہے ؎

بہ الف وسہ صد و درسی و ہشتم — زدنیا سوئے عقبی شد روانہ

۱۳۳۸ھ

بہ پایۂ فضیلت تو حق کند بلند — بینی ز فضل آنچہ ندیدہ خیال تو

۱۳۳۸ھ

چون بپرسیدم ز ہاتف سال او — موردِ رضوانِ مجید یاد گفت

۱۳۳۸ھ

اس قطعہ تاریخ جواں کے استاذ کا مرتبہ بھی ہے کا اس شعر سے ہوتا ہے ؎

الٰہی بخش فیاض زمانہ — بہ ہر فن معامدہ فرد کو یگانہ

(کلیات ادیب ص ۶۴ تا ۶۷)

۵۔ **مولانا اشرف علی تھانویؒ** دارالعلوم دیوبند کے ایک برگزید بزرگ مفسرِ قرآن اور عالم دین تھے۔ ان کی تصنیفات میں تفسیر، حدیث، فقہ، فلسفہ، حکمت، تصوف کی بلند پایہ و معرکہ آرا کتابیں اہل دین و اہل ایمان کے لئے مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہیں ان کے معتقدین و متوسلین میں مولانا ظفر احمد عثمانی، عبدالماجد دریابادی، مولانا مفتی محمد حسن لاہوری، علامہ سید سلیمان ندوی قاری محمد خطیب دیوبندی، مولانا حاجی شبیر محمد گھوٹکی، مولانا عبدالہادی ندوی، مولانا عبدالرحمٰن کمپوری اور مفتی محمد شفیع بانی دارالعلوم کراچی وغیرہ جیسے اکابر اسلام کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔

مولانا دین محمد ادیب نے اپنے مرشدِ روحانی اور معلمِ باطنی مولانا تھانوی کی وفات (۱۶ رجب المرجب ۱۳۶۲ھ بمطابق ۱۹ جولائی ۱۹۴۳ء شب سہ شنبہ بعد از نماز عشاء) سے متاثر و دلگیر ہو کر جو قطعہ تاریخ کہا ہے وہ ۶۳ اشعار پر محیط ہے ان میں سے چار شعروں کے ایک ایک مصرعہ سے تاریخی مادے نکلتے ہیں۔ ایسے دو اشعار یہ ہیں ؎

سالش زسّرِ ادب بگفتم — بگو بلباس خاص خلعت

۱۹۴۳ = ۱ + ۱۹۴۲ء

موضوع برائے یادِ ربّی — ہجری ست ادیب سال وصلت

۱۳۶۳ھ

کلیات ادیب ص۷۴

بقیہ صفحہ ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں